

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

۱ اتباع سنت، مشعل راہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان
الرحیم بسم اللہ الرحمن الرحیم والذین امنوا اشد حبالہ صدق اللہ العظیم
وقال رسول اللہ ﷺ لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ
وولدہ والناس اجمعین (بخاری ومسلم)
شان ابوبکر صدیقؓ:

صحابہ کرام اور ان کے بعد آنے والے قیامت تک تمام انسانوں میں مقدس ترین شخصیت اور حضورؐ کے
اشارہٴ امرو پر سب سے پہلے آپ اپنے آپ کو قربانی کے لئے پیش کرنے والے امیر المومنین سیدنا ابوبکرؓ جن کے بارے
میں سرکارِ دو عالمؐ نے ارشاد فرمایا:

عن جبیر بن مطعم قال اتت النبی صلعم امرأۃ فکلمته فی شئی
فاکرھا ان ترجع الیہ قالت یا رسول اللہ اری ان جنت ولم اجد لک کانھا ترید
الموت قال فان لم تجدینی فاتی ابوبکر (بخاری ومسلم)
”حضرت جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ ایک دن حضورؐ کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اپنے کسی
مسئلہ میں آپؐ سے بات کی، آپؐ نے اس کو فرمایا کہ وہ کسی اور وقت میرے پاس آئے اس عورت نے عرض کیا یا رسول
اللہ ﷺ اگر میں آئی اور آپؐ موجود نہ ہوں، اس عورت کا مقصد آپؐ کے انتقال کی طرف اشارہ تھا (ممکن ہے یہ اس
وقت کا واقعہ تھا جب آپؐ مرض وفات میں مبتلا تھے) حضورؐ نے فرمایا اگر میں موجود نہ رہا تو ابوبکرؓ کے پاس (اپنے مسئلہ یا
حاجت کے سلسلہ میں) چلی جانا یہ فرمان رسولؐ صریح اشارہ ہے کہ میرے بعد خلیفہ اول ابوبکرؓ ہوں گے۔ اس روایت
سے ابوبکرؓ کی فضیلت کا اندازہ آپؐ خود کریں۔ ایک جگہ ارشاد نبویؐ ہے:

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ انا اول من تنشق عنہ الارض ثم
ابی بکر ثم عمر ثم ائی اهل البقیع فیحشرون معی ثم انتظر اهل مکہ حتی احشر
بین الحرمین (ترمذی) © rasailojaraid.com

”حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا (قیامت کے دن جب تمام مخلوق قبروں سے اٹھائی جائے گی) سب سے پہلے میں وہ شخص ہوں گا جو قبر سے اٹھایا جاؤں گا یعنی میری قبر سب سے پہلے کھولی جائے گی۔ میرے بعد ابوبکر ان کے بعد عمر قبروں سے اٹھائے جائیں گے پھر میں جنت البقیع کے قبرستان آ کر یہاں کے دفن شدہ (خوش قسمتوں) کو اٹھا کر میرے ساتھ جمع کیا جائے گا۔ پھر میں اہل مکہ کا انتظار کروں گا حتیٰ کہ مجھے حرمین یعنی اہل مکہ و مدینہ کے درمیان میدان حشر پہنچا دیا جائے گا۔

اتباع سنت کی انتہا:

حضورؐ کے اس یار غار کے جذبہ محبت و موافقہ کو سلام آخری خواہش تھی کہ دنیا سے رخصتی کے حالات و کوائف میں بھی اپنے محبوب سے اتباع و مشابہت ہو۔ بیٹی حضرت عائشہ کو وصیت فرما رہے ہیں کہ میرا کفن حضورؐ کے کفن کے مطابق ہو۔ مرض وفات میں ام المومنین حضرت عائشہؓ سے پوچھتے ہیں۔ ای۔ یوم ہذا؟ آج کون سا دن ہے؟ انہوں نے کہا یوم الاثنين۔ آج پیر کا دن ہے۔ حضرت صدیقؓ نے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر خواہش ظاہر کی کہ کاش اللہ محبوب ربانی کے ساتھ اس نکوینی سنت میں بھی متابعت کی خواہش پوری فرمائے۔ اللہ نے نہ صرف یہ تمنا پوری فرما کر بلکہ مشہور روایات میں ہے حضورؐ کی وفات ترسٹھ سال میں ہوئی تو یہ سعادت حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو بھی حاصل ہو کر ان کی وفات بھی ۶۳ برس میں ہوئی۔ ابوبکرؓ نے فرمایا۔ اگر آج رات میرا انتقال ہوا تو صبح کا انتظار کئے بغیر مجھے آج ہی دفن کریں کیونکہ دنوں اور راتوں میں مجھے ان دنوں سے بہت ہی محبت ہے۔ جن دنوں سے حضورؐ گویا قریب رہا، موت کا بھی صحابہ دیوانہ وار منتظر رہ کر استقبال کرتے۔ حضرت بلال حبشیؓ مرض وفات میں خوشی سے کہہ رہے تھے۔ غداً القی الاحبة محمداً و حزیہ کہ کل موت کے بعد میری ملاقات محمدؐ اس کی جماعت کے افراد اور دوستوں سے ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود کا جذبہ اطاعت:

حضورؐ کے ہر حکم میں پس و پیش اور تعمیل میں تاخیر کرنا تو دور کی بات ہے اس کا تصور بھی ان کے لئے ناممکن تھا عن جابر قال لما استوی رسول اللہ یوم الجمعة قال اجلسوا فسمع ذالک ابن مسعود فجلس علی باب المسجد فرآہ رسول اللہ ﷺ فقال تعالیٰ یا عبد اللہ بن مسعود (ابوداؤد)

حضرت جابرؓ سے مروی ہے جب رسول اللہ ﷺ جمعہ کے روز منبر پر تشریف فرما ہوئے تو فرمایا بیٹھ جاؤ جب یہ حکم عبداللہ بن مسعود نے سنا تو مسجد کے دروازہ پر بیٹھ گئے۔ حضورؐ نے ان کو دیکھ کر فرمایا اے عبداللہ! دھر آ جاؤ، شاید کچھ لوگ rasailojaraid.com پر آئے تھے آپؐ نے ان کو بیٹھ کر خطبہ

اطمینان و سکون سے سننے کے لئے اجلسو (یعنی بیٹھنے) کا حکم دیا۔ اطاعت و تابعداری کی کیفیت دیکھئے کہ ابن مسعود حضورؐ کا حکم سننے کے بعد ایک قدم آگے اٹھانے کی ہمت بھی نہ کر سکے اور نہ یہ سوچنے اور تاویل کرنے کے روادار تھے کہ یہ حکم مسجد کے اندر کے لوگوں کے لئے ہے۔ مجھ جیسے مسجد سے باہر لوگوں کے لئے یہ حکم نہیں۔ چنانچہ جس جگہ اپنے محبوب کی آواز کانوں میں پڑی اسی مقام پر بیٹھ گئے۔

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے:

ان مردانِ خدا پر رب العزت کی لاکھوں کروڑوں رحمتیں کہ ختم الرسلؐ کے حکم میں کسی تاویل و توجیہ کے قائل نہ تھے ان کا ایمان تھا کہ جس محبت میں اطاعت نہ ہو وہ محبت لا حاصل اور بے کار ہے بلکہ اسے محبت کہنا ہی لفظ محبت کی تذلیل ہے۔ اور صرف دکھاوے کی تابعداری جبکہ دل میں محبت نہ ہو وہ اطاعت بھی عند اللہ کسی کام کی نہیں نہ وہ محبت کی راہ میں محبوب کے حکم میں مصلحت اور حکمت تلاش کرنے کے عادی تھے بلکہ ”سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے“ کا عملی نمونہ بن کر قول و فعل میں تضاد کا جملہ انہوں نے شاید کبھی سنا ہی نہ تھا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے جذبہ محبت و اتباع کو دیکھنے کے بعد بڑے بڑے دشمنوں کے قاصد بھی حضور کے ان عشاق کی فرمانبرداری کو دیکھ کر بے ساختہ اپنے لوگوں کے سامنے اقرار کر جاتے کہ ہم بادشاہوں کے ہاں قاصد بن کر گئے۔ اس وقت کے اپنے آپ کو سپر طاقت کہنے والے قیصر اور کسریٰ کے ہاں حاضری کی ان کا ظاہری رعب و دبدبہ دیکھا۔ نجاشی کی مجلس اور اقتدار کو دیکھنے کا موقع بھی ملا۔ مگر محمدؐ کے ساتھی یعنی (صحابہؓ) جو محبت اور اتباع محمد (ﷺ) کی کرتے ہیں وہ عزت و احترام اور محبوبیت دنیا کے کسی حاکم اور بادشاہ کو حاصل نہیں۔

اللہ تک رسائی کا ایک ہی راستہ:

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بلا شک و شبہ یقینی عقیدہ تھا کہ حضورؐ کی فرمانبرداری و اطاعت ہم سب پر فرض ہے۔ اس کے بغیر نہ نجات ہے اور نہ اللہ تک رسائی کا دوسرا راستہ۔ وہ آقائے نامدارؐ کے مبارک زبان سے نکلے ہوئے ہر جملہ کو اپنے دنیوی و اخروی فوز و فلاح کے لئے اہم سنگ میل سمجھتے یہی وجہ تھی کہ ان مبارک نفوس نے وحی متلو یعنی قرآن کی آیات و احکامات کے ساتھ ساتھ اپنے محبوبؐ کے فرامین و اقوال کو بھی ایک دوسرے کا لازم و ملزوم قرار دیا اور بے پناہ اہمیت دے کر ایمان و اسلام کی عمارت کی بقاء کے لئے نبیؐ کی اطاعت و تابعداری کو ضروری قرار دیا۔

محبت کا دعویٰ کرنے والوں کا امتحان:

حضورؐ کی محبت اور اسلام کا دعویٰ کرنے والوں کا حقیقی امتحان تب ہوتا ہے۔ جب ایک طرف نفس امارہ بالاسو کا حکم ہو اور دوسرے جانب اسی معاملہ کے بارے میں سرور کونین کا ارشاد ہو۔ جو نفس کے خواہش کی تکمیل کی راہ میں رکاوٹ ہو۔ نفسانی آرزو کی تکمیل کے لئے۔ © rasailojaraid.com

پورا کرنے میں وقتی و عارضی مزہ و سکون بھی میسر ہوا اور سید الرسل کے ارشاد کے پورا کرنے میں وقتی خسارہ و مشقت بھی ہو۔ مسلمانی کے دعویٰ میں صادق وہی فرد ہے جو ایسے موقع پر حضور کا مذکورہ فرمان ہم سے جو مطالبہ کر رہا ہے اس کا مصداق بن جائے۔

ارشاد گرامی ہے: ”لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ يَكُونَ هُوَ وَاهٍ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهِ“ (شرح السنہ) ترجمہ: ”تم میں سے کوئی اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک اس کی خواہشات میرے لائے ہوئے دین کے تابع نہ ہوں۔“

حضورؐ کی اطاعت اللہ کی اطاعت:

بدقسمتی سے آج مسلمانوں کی ایک بڑی اکثریت نے حضورؐ کے فدائی صحابہ کی تعمیل و فرمانبرداری کا درس ہی بھلا دیا بلکہ اپنے اپنے ذہنی سقم و اختراع میں مبتلا ہو کر حضور کے سنت کی اتباع کو کیا چھوڑ دی ان کے ارشادات میں قسم قسم کے کیڑے تلاش کرنے شروع کر دیئے۔ اسلام کا لباس پہن کر اسلام اور پیغمبر کے احکامات کو اس قسم کے نام و نہاد مسلمانوں نے جتنا نقصان پہنچایا صراحتہ کفر کے علمبردارانہ نقصان نہ دے سکے۔

لا تعداد آیات و حدیث رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا حکم دے کر پیغمبر کی تابعداری کو اللہ کی تابعداری اور اس کی نافرمانی پر رب العزت کی نافرمانی کا اطلاق کیا گیا۔ سورۃ نساء میں حق تعالیٰ کا واضح اعلان ہے کہ:

ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض و نکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذالک سبیلا۔ اولئک هم الکافرون حقا (نساء)

تحقیق جو لوگ اللہ اور اس کے پیغمبر کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں میں تفرقہ پیدا کریں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض پر ایمان رکھتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں اور وہ یہ بھی چاہتے ہیں کہ ان دونوں کے درمیان ایک اور راستہ پیدا کریں پس ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں۔“

یہی طریقہ مدینہ کے منافقوں نے اختیار کیا۔ پیغمبر کی مجلس میں بیٹھ کر ان کے ارشادات و احکامات کی اطاعت کی حامی بھر لیتے۔ پیٹھ پیچھے اپنے خود ساختہ آقاؤں اور مرشدین کی اطاعت کو اپنا فرض اولین سمجھتے۔ اللہ اور اس کے پیغمبروں کے درمیان فرق پیدا کر کے کہتے کہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور انبیاء پر نہیں لاتے۔ بعض نبیوں کو مانتے ہیں بعض کو نہیں مانتے گویا اسلام اور کفر کے درمیان ایک نیا مذہب اور راستہ پیدا کرنے کی تگ و دو میں مصروف رہتے۔

محبت کا عجیب و نرالا انداز: مسلمانی کا دعویٰ کرنے والے درحقیقت اسلام کا مذاق اڑا رہے ہیں کہ جس پیغمبر کے اتباع کے بارے میں اللہ تعالیٰ انتہائی زوردار انداز سے فرما رہے ہیں کہ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ

فاتبعونی یحببکم اللہ

ترجمہ: ”اے پیغمبر کہہ دیجئے ان لوگوں سے کہ اگر تم اللہ کے محبوب بننا چاہتے ہو تو اس کے محبوب کی اتباع کرو۔

یہاں معاملہ الٹا ہے۔ اللہ کے ماننے اور اس کی محبت کا اقرار تو کیا جا رہا ہے اور اس کے آخری نبی کے اتباع سے بچنے کے لئے حیلے بہانے، تاویلات و توجیہات کئے جا رہے ہیں۔ اگر محبوب ربانی صلعم کے حکم ماننے اور اس کے محبت کا دعویٰ کہیں ہے بھی تو ظاہری عمل، دعویٰ کے بالکل خلاف ہے، شاعر نے انتہائی خوبصورت اور بہترین انداز میں ایسے لوگوں کی حقیقت واضح کرتے ہوئے کیا۔

هَذَا الْعَمْرَى فِي الزَّمَانِ بَدِيعِ

خدا کی قسم یہ تو عجیب بات (دعویٰ) ہے

تَعْصَى الرَّسُولَ وَأَنْتَ تَظْهَرُ حَبِيبَ

پیغمبر کی نافرمانی کرتے ہو اور ظاہری طور پر اس

کی محبت کا دعویٰ بھی کرتے ہو۔

أَنْتَ الْمَحَبُّ لِمَنْ يَحِبُّ مَطِيعِ

کیونکہ محبت کرنے والا جس سے محبت کا اظہار

لَوْ كُنْتَ حَبِيبًا صَادِقًا لَلْطَاعَةِ

اگر تم محبت کے دعویٰ میں سچے ہوتے تو ضرور

اس کی تابعداری کرتے۔ کرتا ہے وہ (ضرور) اسکی تابعداری کرتا ہے۔

محبت کا دعویٰ کرنا اور محبوب کی اطاعت نہ کرنا یہ تو محبت کا عجیب و نرالا انداز ہے۔ ایسا شخص نہ شریعت کے

نظر میں عاشق ہے اور نہ عرف عام میں اسے کوئی عاشق ماننے کے لئے تیار ہے۔

اپنا اپنا محاسبہ:

خلاصہ یہ کہ آقائے نامہ ﷺ کی محبت ان کے احکامات پر عملداری اور ان کی تعظیم و توقیر بھی ان سے محبت کا

لازمی حصہ ہے۔ اپنے اپنے گریبانوں میں جھانک کر ہم میں سے ہر کوئی اپنا محاسبہ کرے کہ آیا ہم جس ذات کے امتی

اور اس کی محبت کا ورد کرتے کرتے تھکتے نہیں کیا ہم اس کے بتائے ہوئے راہ پر چل رہے ہیں۔ ان کی سنتوں پر چلنے کو، ہم

نے معمول بنایا ہے اپنی عبادات، پانچ ساڑھے پانچ فٹ بدن، اپنی اولاد، اپنے گھر، گرد و پیش، معاشرہ، تمدن کا رد و بار

زندگی۔ میں حضور کے بتائے ہوئے راستے اور ارشادات کی کوئی بھلک موجود بھی ہے یا نہیں؟ اگر ہم دنیا و آخرت کے

نور و فلاح کے طلبگار ہیں تو صرف محبت کا اقرار کرنا کافی نہیں بلکہ اس مختصر اور فانی زندگی کے تمام گوشوں میں اللہ کے

ادامہ پر عمل اور نواہی سے بچنے کے ساتھ ساتھ محبوب کبریٰ کے سیرت کو بھی قلباً و قالباً اپنانا ہوگا۔

رب ذوالمنن ہم سب کو حضورؐ سے حقیقی و سچی محبت کرنے والوں کی طرح بنا کر صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق

نصیب فرماویں۔ آمین۔